www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اَحکام ومسائل

مولانا حفیظ الرحمٰن لکھوی
مدیر جامعہ ابن تیمیہ، لاہور

رمضانُ المبارک کے اَحکام ومسائل

صیام، قیام اللیل، احکام وتر، لیلۃ القدر، اعتکاف، صدقۃ الفطر

صوم کا لغوی اور شرعی معنی: صَوم جسے اُردو زبان میں روزہ سے تعبیر کرتے ہیں، کا لغوی معنی رک جانا ہے اور اس کا شرعی معنی طلوعِ فجر سے لے کر غروبِ آفتاب تک تمام مُفطرات (روزہ توڑنے والی چیزوں) سے بحالتِ ایمان اجر وثواب کی نیت سے رُک جانا ہے۔

روزہ کا مقام: اسلام کی عمارت جن پانچ ستونوں پر استوار کی گئی ہے، ان میں ایک روزہ ہے جو مرتبہ کے اعتبار سے چوتھے درجہ پر ہے جیسا کہ عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اسلام کی بنا ان پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: (۱) کلمہ توحید کا اقرار (۲) نماز کی پابندی (۳) زکوٰۃ کی ادائیگی (۴) رمضان کا روزہ (۵) بیت اللہ کا حج'' (صحیح مسلم)

فضائل روزہ

(۱) تمام اعمالِ صالحہ میں صرف روزہ ایسا مبارک عمل ہے جس کی جزا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بنفس نفیس عطا فرمائیں گے (احمد، مسلم، نسائی از ابوہریرہ مرفوعاً)

(۲) روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

(۳) روزہ دار کو دو وجہ سے دو فرحتیں حاصل ہوتی ہے: ایک تو افطار کے وقت روزہ، چھوڑنے سے اور دوسرے ربّ سے ملاقات کے وقت جزاءِ روزہ کی وجہ سے (احمد، مسلم، نسائی از ابوہریرہؓ مرفوعاً)

روزہ کی مشروعیت کا فلسفہ

روزہ جن بہترین مقاصد کے تحت مشروع قرار دیا گیا ہے، ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

(۱) گناہوں سے اجتناب (۲) شہواتِ نفسانی سے تحفظ (۳) آتش دوزخ سے نجات

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اے ایمان والو! تم پر روزہ اس طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر تھا تاکہ تم (معصیتِ خداوندی، شہواتِ نفسانی اور جہنم کی آگ سے) بچ جاؤ'' (البقرہ:۱۸۳)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نیز آنحضرت ﷺ کے درج ذیل فرامین ہیں:

الصیام جُنَّة "روزہ ڈھال ہے" (مسلم، احمد، نسائی از ابوہریرہؓ)

الصیام جنة من النار "روزہ جہنم سے ڈھال ہے" (ترمذی، از ابوہریرہ بسند حسن غریب)

"جو شخص عدمِ استطاعت کی وجہ سے شادی نہ کر پائے تو اسے روزہ رکھنا چاہئے کیونکہ یہ اس کی نفسانی خواہشات کو توڑ دے گا"۔ (بخاری ومسلم از عبداللہ بن مسعودؓ)

(۴) صبر وضبط کی تمرین اور مشق (۵) باہمی ہمدردی اور جذبہ ایثار کا پیدا کرنا

روزہ کے فوائد وثمرات

۱۔ صحتِ بدن: آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: صُوْمُوْا تَصَحُّوْا "روزہ رکھو، صحت مند رہو گے" (طبرانی از ابوہریرہ بسند قوی)

۲۔ قوتِ حافظہ کی افزائش

۳۔ روح کی بالیدگی

روزہ کی اقسام

روزہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) مشروع: جس کے رکھنے سے شرعاً ممانعت نہ ہو

(۲) غیر مشروع: جس کے رکھنے سے شرعاً ممانعت ہو

پھر **مشروع** مزید دو قسم پر ہے: (۱) واجب (۲) نفل ...... پھر واجب بھی دو طرح پر ہے:

(۱) واجب بالشرع: جسے اللہ نے انسان پر فرض قرار دیا ہے جیسے رمضان اور کفارات کے روزے

(۲) واجب بالنفس: جسے انسان نے خود اپنے اوپر لازم کرلیا ہو جیسے نذر کا روزہ۔

واجب کی طرح نفل بھی دو طرح پر ہے: (۱) مرغب فیه: جس کے رکھنے پر شرعاً ترغیب موجود ہو جیسے شوال کے چھ روزے، عرفہ اور عاشورہ (دسویں محرم) کا روزہ

(۲) غیر مرغب فیه: جس کا رکھنا جائز ہو مگر اس کے بارے میں کوئی شرعی ترغیب نہ ہو۔

غیر مشروع بھی دو قسم پر ہے: حرام، جیسے یومِ عید کا روزہ اور ایامِ تشریق یعنی ذوالحجہ کی گیارہ، بارہ اور تیرہ کا روزہ۔ اور **مکروہ** جیسے صرف جمعہ کے دن کا یا رمضان سے پہلے ایک یا دو دن کا روزہ رکھنا۔

روزہ کے اَرکان

روزہ کے دو اہم اَرکان یہ ہیں: (۱) نیت (۲) مفطرات سے اجتناب

نیت کا حکم: روزہ ایک بہترین عمل ہے اور ہر عمل کی صحت کے لئے نیت کا ہونا ضروری ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

چنانچہ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے: إنما الأعمال بالنيات اَعمال کا دارومدار نیت یعنی دل کے اِرادوں پر ہے۔ (بخاری ومسلم از عمر بن خطاب)

نیت کے مسائل

نیت کا تعلق دل سے ہے، اس لئے زبان سے بولنا شرط نہیں بلکہ علما نے اسے بدعت قرار دیا ہے لہٰذا ہمارے ہاں جو بالفاظ نویت بصوم غد کہہ کر نیت کی جاتی ہے، یہ خلافِ سنت ہے۔

۱۔ فرض روزہ کی نیت رات کو ضروری ہے (ابن خزیمہ، ابن حبان از حفصہؓ مرفوعاً بسند صحیح)

۲۔ فرض روزہ کی نیت غروبِ آفتاب سے لے کر طلوعِ فجر تک رات کے کسی حصہ میں کی جاسکتی ہے۔

۳۔ رات کو نیت اسی شخص پر ضروری ہے جو اس پر بوقتِ شب قادر ہو لہٰذا اگر کوئی بچہ ماہِ رمضان کے دن بالغ ہوجائے یا دیوانہ صحت یاب ہوجائے یا کافر اسلام لے آئے یا دن کو پتہ چلے کہ آج رمضان کا روزہ ہے تو ان صورتوں میں دن کو ہی نیت کافی ہوگی۔

۴۔ نفلی روزہ کی نیت اگر رات کو نہ ہوسکے تو دن میں کسی حصہ میں بھی کفایت کرے گی بشرطیکہ نیت سے پہلے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جس سے روزہ ٹوٹ جائے۔ (مسلم وابوداود از عائشہ مرفوعاً)

مفطراتِ صوم (روزہ توڑنے والی چیزیں)

مفطرات دو قسم کی ہیں: (۱) جن سے روزہ کا بطلان اور قضا لازم ہو۔

(۲) جن سے روزہ کا بطلان اور قضا کے علاوہ کفارہ بھی لازم آئے۔

قسم اوّل کی انواع درج ذیل ہیں:

۱۔ عمداً کھانا پینا...... (متفق علیہ)

۲۔ عمداً قے کرنا (احمد، ابوداود، ترمذی، وغیرہم از ابوہریرہ بسند صحیح)

۳۔ حیض ونفاس اگرچہ غروبِ آفتاب سے ایک لحظہ پہلے آئے۔

۴۔ استمنا، یعنی مادہ منویہ کا عمداً نکالنا۔

۵۔ ٹیکہ جو غذائیت کے کام آئے۔

۶۔ سعوط، یعنی ناک میں دوائی وغیرہ ڈالنا۔

☆ حجامت یعنی سنگی لگانے یا لگوانے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے مگر راجح بات یہی ہے کہ کمزور آدمی حجامت سے پرہیز کرے۔[1]

☆ اگر کوئی شخص یہ گمان کرکے کہ سورج غروب ہوگیا ہے، روزہ چھوڑ دے یا ابھی فجر طلوع نہیں ہوئی،

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کھاتا پیتا رہے مگر بعد ازاں پتہ چلا کہ گمان غلط تھا، اس میں بھی علماء کا اختلاف ہے مگر محققین (۲) کا مذہب یہی ہے کہ روزہ صحیح ہے اور اس کی کوئی قضا نہیں۔

قسم دوم: جس کی وجہ سے روزہ کا بطلان اور قضا کے علاوہ کفارہ بھی لازم آئے، وہ صرف عمداً جماع ہے۔ یاد رہے کہ اگر کوئی شخص قضاءِ رمضان یا کفاروں کے روزوں میں عمداً جماع کرے یا رمضان ہی میں بصورتِ اِکراہ یا نسیان جماع کرے تو اس پر کفارہ کوئی نہیں۔

شرائطِ روزہ

۱۔ غیبت نہ کرنا
۲۔ جہالت اور حماقت نہ کرنا
۳۔ جھوٹ اور بہتان نہ باندھنا
۴۔ بے ہودہ بات نہ کرنا (متفق علیہ از ابوہریرہ)

مباحاتِ روزہ

۱۔ نہانا یا سر پر پانی ڈالنا (صحیحین از عائشہ، احمد، مالک، ابوداود، نسائی)

۲۔ آنکھ میں سرمہ یا دوائی ڈالنا۔ (۳) (انسؓ موقوفاً بسندٍ جید)

۳۔ بوسہ بشرطیکہ شہوت نہ بھڑکائے (احمد ومسلم از عائشہ)

۴۔ حجامت (سنگی لگانا یا لگوانا) بشرطیکہ آدمی طاقتور ہو (بخاری از انس، نسائی، ابن خزیمہ، دارقطنی)

۵۔ فصد: جسم کے کسی حصہ سے خون نکلوانا، اس کا حکم بھی حجامت کا سا ہے۔ (از سعید خدری بسند صحیح)

۶۔ حقنۃ: وہ دوائی جسے بیمار کے مقعد سے فضلہ نکالنے کے لئے چڑھایا جائے۔

۷۔ مضمضہ اور استنشاق یعنی کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا بشرطیکہ دونوں میں مبالغہ نہ کرے (۴) (ابوداود، ترمذی، از لقیط بن صبرہ مرفوعاً بسند صحیح)

۸۔ مکھی، مچھر و دیگر حشرات الارض اور ذرّات کا حلق سے اُترنا۔

۹۔ خوشبو سونگھنا

۱۔ یہی امام مالکؒ، شوکانیؒ وغیرہ کی رائے ہے۔

۲۔ مثلاً ابن حزم، داود، حسن بصری اور ابن تیمیہ وغیرہ۔

۳۔ نبی کریم ﷺ سے سرمہ ڈالنے کی بابت کوئی مرفوع حدیث مروی نہیں البتہ ابوداود نے حضرت انسؓ کا فعل ذکر کیا ہے اور حافظ ابن حجرؒ نے اس کی سند کو درست قرار دیا ہے۔

۴۔ یاد رہے کہ روزہ دار کے لئے کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے اور اگر غلطی سے پانی پیٹ میں چلا جائے تو امام مالکؒ اور شافعیؒ کے ایک قول کے مطابق روزہ ٹوٹ جاتا ہے، مگر امام احمدؒ اور اوزاعیؒ وغیرہ کے نزدیک نہیں ٹوٹتا اور یہی راجح ہے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

۱۰۔ دہنیات وروغنیات مثلاً گھی اور تیل کا بدن پر ملنا۔

۱۱۔ جنبی ہونے کی حالت میں صبح کرنا (احمد، مسلم، ابوداؤد از عائشہؓ)

۱۲۔ اِحتلام ہونا

۱۳۔ خونِ حیض اور نفاس رک جانے کے باوجود صبح تک غسل نہ کرنا

۱۴۔ طلوعِ فجر میں شک کی صورت میں کھاتے پیتے رہنا

۱۵۔ مسواک کرنا

۱۶۔ مامومہ: وہ زخم جو دماغ تک سرایت کرے۔

۱۷۔ جائفہ: وہ زخم جو پیٹ تک پہنچ جائے۔

مامومہ اور جائفہ دونوں میں شرط ہے کہ ان میں وہ دوائی نہ استعمال کی جائے جو غذائیت رکھتی ہو۔

۱۸۔ کھانا وغیرہ کا ذائقہ معلوم کرنا، بشرطیکہ اِسے نگلا نہ جائے۔

آدابِ روزہ

سحری

۱۔ سحری کا حکم: سحری کھانا مستحب ہے اور اگر کسی وجہ سے نہ کھا سکے تو کوئی حرج نہیں۔ (متفق علیہ از انس مرفوعاً)

۲۔ سحری کی مقدار: سحری کی کم از کم مقدار ایک گھونٹ پانی ہے۔ (احمد از ابی سعید الخدری بسند صحیح)

۳۔ سحری کی فضیلت: اللہ کے رسول ﷺ نے اسے برکت[۵] قرار دیا ہے (متفق علیہ از انس مرفوعاً)

۴۔ سحری کی اہمیت: مسلمانوں اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے روزہ کے درمیان سحری حدِ فاصل ہے۔ (مسلم وغیرہ از عمرو بن العاص مرفوعاً)

۵۔ سحری کا وقت نصف رات سے لے کر طلوعِ فجر تک ہے۔

۶۔ سحری کا مستحب وقت طلوعِ فجر سے کچھ پہلے ہے (متفق علیہ از زید بن ثابت، احمد عن ابی ذر بسند صحیح)

افطار

۱۔ تعجیل فطر: روزہ کے افطار کرنے میں جلدی کرنا افضل ہے اور اس میں تاخیر یہود و نصاریٰ کا شیوہ ہے۔ (متفق علیہ از ابن عمر و سہل بن سعد مرفوعاً...... ابوداود، نسائی، ابن ماجہ از ابوہریرہ مرفوعاً بسند صحیح)

۲۔ افطاری کا طریقہ: طاق اور تر کھجور سے افطاری مستحب ہے اور اگر یہ میسر نہ آئے تو پانی کے چند گھونٹ سے کرے۔ (احمد، ابوداود، ترمذی، حاکم بسند صحیح اَو حسن)[۶]

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

۳۔ دعائے افطار: اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ (ابوداود از معاذ بن زہرہ مرسلاً)[7]

مگر حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت میں دعاءِ مذکور کے بعد یہ زیادتی بھی موجود ہے: ذهب الظمأ وابتلّت العروق وثبت الأجر إن شاء الله (ابوداود، نسائی، حاکم، دارقطنی وغیرہ)[8]

رمضان کے روزہ کا حکم

رمضان کا روزہ فرض ہے، چنانچہ قرآنِ کریم اور حدیث نبوی میں ہے:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرۃ:)
''تم میں سے جو شخص رمضان کا مہینہ پالے تو وہ اس کے روزے رکھے''

۲۔ نبی ﷺ نے فرمایا: جعل الله صيامه فريضة (بیہقی، شعب الایمان از سلمان فارسی مرفوعاً)
''اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض قرار دیئے ہیں۔''

رمضان کے روزے بروز سوموار ۲؍ شعبان المعظم ۲ھ کو فرض ہوئے۔

رمضان کے فضائل و برکات اور خصائص

۱۔ رمضان کے مبارک مہینہ میں جملہ شیاطین اور سرکش جن پابند سلاسل کردیئے جاتے ہیں۔ (متفق علیہ از ابوہریرہ مرفوعاً)

۲۔ جہنم کے دروازے بند اور جنت کے تمام دَر کھول دیئے جاتے ہیں (متفق علیہ از ابوہریرہؓ مرفوعاً)

۳۔ رمضان کے مہینہ میں ایک نفل، فرض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے۔ (بیہقی، شعب الایمان از سلمان فارسی مرفوعاً)

۴۔ اس مہینہ میں کسی روزہ دار کی افطاری[9] کروانا گناہوں کی مغفرت، جہنم سے نجات اور افطاری کرنے والے کے برابر ثواب کا موجب ہے۔ (ایضاً)

۵۔ جو شخص کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلا دے، اللہ تعالیٰ اسے اپنے محبوب کے حوض سے ایک ایسا گھونٹ نصیب فرمائیں گے کہ جس سے جنت میں داخلہ تک پیاس محسوس تک نہ ہوگی۔ (ایضاً)

<u>رمضان کی فضیلت</u>: جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس سے اجر وثواب کی طلب کی بنیاد پر رمضان کا روزہ رکھے، اس کے پہلے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ (متفق علیہ از ابوہریرہ مرفوعاً)

<u>رمضان کے روزہ کے ترک پر وعید</u>: رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: تین چیزیں اسلام کی بنیاد

۵۔ برکت کا معنی: اجر وثواب یا قوت ونشاط ہے۔
۶۔ امام ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔
۷۔ مرسل وہ حدیث جسے تابعی آنحضرتؐ سے روایت کرے۔
۸۔ امام دارقطنیؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔
۹۔ افطاری خواہ ایک گھونٹ دودھ یا لسی یا پانی یا کھجور سے کروائے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہیں، جو شخص ان میں سے ایک کو بھی چھوڑ دے تو اس کا خون مباح اور حلال ہے اور وہ یہ ہیں: (۱) کلمہ توحید کا اقرار (۲) فریضہ نماز (۳) روزۂ رمضان (ابویعلی، دیلمی از ابن عباس مرفوعاً بسند صحیح)[۱۰]

رمضان کے متفرق مسائل

۱۔ رمضان میں عمداً جماع کا کفارہ تین چیزوں میں سے ایک ہے۔

(i) عتق رقبۃ (گردن کا آزاد کرنا)

(ii) دو ماہ کے متواتر روزے

(iii) ساٹھ مسکینوں کا کھانا (متفق علیہ از ابوہریرہؓ)

۲۔ جمہور علماء کے نزدیک مذکورہ کفارہ میں ترتیب واجب ہے لہٰذا اگر گردن آزاد نہ کرسکے تو پھر روزے رکھے اور بصورتِ عجز ساٹھ مساکین کو کھانا دے۔

۳۔ جمہور کے نزدیک (رقبہ) غلام سے مراد مسلمان غلام (رقبہ مؤمنہ) ہے۔

۴۔ جمہور کے نزدیک ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا ضروری ہے گویا کہ ساٹھ کا عدد معتبر ہے اور یہی صحیح ہے

۵۔ جمہور کے نزدیک ہر مسکین کے کھانے کی مقدار ایک مد[۵۳] ہے۔

۶۔ جمہور کے نزدیک صرف عمداً جماع کی صورت میں کفارہ واجب ہے۔

۷۔ جمہور کے نزدیک کفارہ عورت پر بھی واجب ہے بشرطیکہ وہ روزہ کی حالت میں مجامعت پر رضا مند ہو

۸۔ جمہور کے نزدیک صرف جماع کی صورت میں کفارہ مذکورہ لازم ہوگا۔

۹۔ جمہور کے نزدیک کفارہ ہر صورت واجب ہے۔

۱۰۔ اگر کوئی شخص رمضان میں عمداً جماع کرے اور اس کا کفارہ نہ دے پھر دوسرے دن دوبارہ عمداً جماع کرے تو جمہور کے نزدیک دو کفارے لازم ہوں گے۔

۱۱۔ اگر کوئی شخص عمداً جماع کرے اور کفارہ دے دے۔ پھر دوسرے دن دوبارہ عمداً کرے تو بالاتفاق ایک کفارہ لازم آئے گا۔

۱۲۔ اگر کوئی شخص ایک دن میں دو دفعہ جماع کرے اور پہلے جماع کا کفارہ دے دے تو جمہور کے نزدیک دوسرے کا کفارہ نہیں ہوگا۔

۱۳۔ عمداً جماع میں کفارہ کے ساتھ قضا[۵۴] بھی لازم ہے۔

۱۴۔ جو رمضان کا ایک روزہ عمداً چھوڑ دے، عمر بھر روزہ رکھنے سے اسکی قضا نہ ہوگی (ابوداود از ابوہریرہؓ)

۱۰۔ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ۵۳۔ مد کی مقدار تقریباً گیارہ چھٹانک ہے۔ (سبل السلام)

۵۴۔ کیونکہ ابوداود میں وصم یوما مکانہ اور موطا میں وصم یوما مکان ما أصبت کے الفاظ موجود ہیں۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

۱۵۔ جمہور علماءِ سلف و خلف اور ائمہ اربعہ کے نزدیک رمضان کے روزوں کی قضا، شعبان سے مؤخر نہیں ہوسکتی۔ (سنن ابوداود از عائشہ)...... اگر شعبان کے گزرنے سے پہلے فوت ہوجائے اور اس کی قضا پر قادر تھا تو بالاتفاق اس کے ترکہ سے ہر دن ایک مد کھانا دیا جائے گا۔

۱۶۔ اگر کوئی شخص رمضان کے روزے عذر کی وجہ سے چھوڑے، پھر عاجز ہوگیا اور کوئی روزہ نہ رکھ سکا اور مرگیا تو اس پر کوئی روزہ نہیں اور نہ قضا ہوگی اور نہ ہی کھانا کھلانا (عون المعبود)

۱۷۔ جو شخص رمضان کی قضا دینا چاہے تو علی الترتیب پے در پے روزے رکھنا مندوب ہے اور متفرق رکھنا بھی جمہور کے نزدیک جائز ہے۔[۵۵] (فتح الباری)

۱۸۔ اگر کوئی شخص رمضان مؤخر کرے حتیٰ کہ دوسرا رمضان داخل ہوجائے اور اسے طاقت بھی ہو تو وہ دوسرے رمضان کے روزے رکھے اور پہلے رمضان کے بدلے کھانا کھلائے اور بعد میں روزے[۵۶] رکھے یہی مذہب جمہور کا ہے۔ (بخاری، ابوہریرہ مرسلا رفتح الباری ابوہریرہ وابن عباس موصولاً)

۱۹۔ اگر کسی شخص پر رمضان کے فرضی روزے ہوں اور وہ کوئی نفلی روزہ رکھنا چاہے تو بہتر یہ ہے کہ پہلے فرضی روزے رکھے۔[۵۷]

۲۰۔ حیض و نفاس والی عورت رمضان کے روزے چھوڑ دے اور بعد میں قضا دے (متفق علیہ از عائشہؓ)

۲۱۔ جو شخص مرگیا اور اسکے ذمہ روزہ تھا تو اسکا ولی اسکی طرف سے روزہ رکھے[۵۸] (متفق علیہ از عائشہؓ)

۲۲۔ جمہور کے نزدیک بچہ پر بلوغت سے پہلے روزہ واجب نہیں بعض ائمہ سلف[۵۹] نے مستحب قرار دیا ہے، ماں باپ یا دیگر اولیاء کو چاہئے کہ وہ بچوں کو روزہ رکھوائیں۔ (بخاری از الربیع بنت معوذ)

۲۳۔ بوڑھا مرد اور عورت یا دائم المرض روزہ افطار کریں اور ہر روز ایک مسکین کو کھانا دیں اور ان پر کوئی قضا نہیں۔ (دارقطنی و حاکم از ابن عباس موقوفاً)

۲۴۔ حاملہ اور مرضعہ (بچے کو دودھ پلانے والی عورت) اگر خود اپنے یا بچہ کے بارے میں خطرہ محسوس

۵۵۔ دارقطنی از بن عمر مرفوعاً...... بخاری از ابن عباس موقوفاً

۵۶۔ البتہ ابراہیم نخعیؒ اور امام ابوحنیفہ صرف قضا کے قائل ہیں اور ان کی دلیل ﴿فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ ہے، مگر احادیث میں قضا و اِطعام کا بھی ذکر ہے۔

۵۷۔ مسند عبدالرزاق میں ابوہریرہؓ کا قول ہے کہ پہلے فرض رکھے، حضرت عائشہؓ کا بھی یہی قول ہے۔ ابن ابی شیبہ میں سند صحیح سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ اسے مستحب سمجھتے تھے۔ (فتح الباری)

۵۸۔ جمہور کے نزدیک روزہ رکھنا واجب نہیں بلکہ کفارہ ہے یعنی ہر روز ایک مسکین کا کھانا، البتہ اہل ظاہر کے نزدیک روزہ رکھنا ضروری ہے۔

۵۹۔ ابن سیرین، زہری، شافعی

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کریں تو روزہ چھوڑ دیں۔[٦٠]

٢٥۔ مسافر روزہ چھوڑ سکتا ہے مگر بعد میں قضا دے گا۔ (جماعۃ از عمرۃ ابن عمرو الاسلمی مرفوعاً)

نوٹ: سبل السلام میں کھانا کھلانے کی مقدار نصف صاع گندم مذکور ہے مگر شوکانی کا دعویٰ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے مقدار کے بارہ میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔ البتہ حضرت ابوہریرہ سے عطاء کی روایت میں ایک مد کا ذکر ہے اور مجاہد کی روایت میں نصف صاع گندم کا ذکر ہے۔ (فتح الباری)

(٢) قیام اللیل کا لغوی اور شرعی معنی

قیام اللیل کا لغوی معنی رات کے وقت کھڑا ہونا ہے اور شرعی معنی نمازِ عشا کے بعد سے لیکر طلوعِ فجر کے دوران نفلی نماز کا ادا کرنا۔ قیام اللیل کو کتابِ سنت اور کتبِ فقہ میں ان ناموں سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے:

١۔ تراویح: جو کہ رمضان میں نمازِ تہجد کا دوسرا نام ہے۔

٢۔ تہجد: جو رمضان یا غیر رمضان میں بوقتِ شب سات تا گیارہ یا تیرہ رکعت تک پڑھی جاتی ہے۔

٣۔ وتر: نمازِ وتر کا اطلاق کبھی قیام اللیل کے علاوہ اس نماز پر بھی ہوتا ہے جو ایک یا تین یا پانچ رکعتوں کی صورت میں ادا کی جاتی ہے۔

قیام اللیل کی مشروعیت وفضیلت

رمضان میں قیام اللیل یعنی رات کا قیام مستحب ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے رمضان کے دن کے روزے فرض اور اس کی راتوں کا قیام نفل ٹھہرایا ہے'' (بیہقی شعب الایمان از سلمان فارسیؓ مرفوعاً) ......اور اس کی فضیلت میں امام الانبیاء ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے:

''جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس سے اجر وثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان کی راتوں کا قیام کرے، اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ (متفق علیہ از ابوہریرہ)

باجماعت قیام کی مشروعیت

رمضان کی راتوں میں قیام باجماعت سنت ہے اور فرداً فرداً قیام سے بدرجہا بہتر ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں رمضان کی ٢٣ ویں، ٢٥ ویں اور ٢٧ ویں رات باجماعت قیام[١١] فرمایا اور اسے صرف اس لئے چھوڑا کہ کہیں فرض[١٢] نہ ہوجائے۔ اور جب بوجہ وفات نزولِ وحی کی بندش کی وجہ سے فرضیت کا خطرہ ٹل گیا تو پھر قیام باجماعت کا دوبارہ احیاء واجراء[١٣] عین منشا رسول تھا۔

٦٠۔ ائمہ کا حاملہ اور مرضعہ کے اِطعام وقضا کے بارے میں شدید اختلاف ہے کیونکہ احادیث میں اِطعام اور قضا کا ذکر نہیں اوزاعی، زہری اور امام شافعی (ایک قول میں) صرف قضا کے قائل ہیں (نیل الاوطار) مگر بعض صحیح روایات میں قضا کی بجائے اِطعام (فدیہ) کا حکم ہے۔ (بزار، دارقطنی از ابن عباس موقوفاً) [حواشی ١١، ١٢، ١٣ اگلے صفحہ پر]

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

عورتوں کے لئے قیام باجماعت

حضرت ابوذرؓ کی طویل روایت میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ ستائیسویں شب عورتوں کا قیام بھی ثابت ہے بلکہ یہ بھی جائز ہے کہ عورتوں کے لئے کوئی الگ امام بھی مقرر کردیا جائے جیسا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے صرف عورتوں کے لئے سلیمان بن ابی حثمہ اور حضرت علیؓ (۱۴) نے عرفجہ ثقفی کو مقرر فرمایا تھا۔

نوٹ: عورتوں کے لئے جدا امام کا تقرر تب ہوسکتا ہے جبکہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو اور نہ ہی دونوں اماموں کی آواز باہم ٹکرائے۔

رکعاتِ قیام کی مسنون تعداد: رمضان میں قیام اللیل یعنی نمازِ تراویح کی رکعات کی مسنون تعداد گیارہ تک ہے چنانچہ بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے:

ما کان رسول الله ﷺ یزید فی رمضان ولا فی غیره علی إحدی عشرة رکعة

''آپ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ قیام نہ فرماتے''

ایک استفسار اور اس کا جواب: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ آپ کی پیش کردہ حدیث عائشہؓ سے تو یہ ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ نمازِ تہجد یا تراویح گیارہ رکعت سے زائد نہ پڑھتے تھے حالانکہ بعض صحیح روایات میں تیرہ رکعت (۱۵) کا ذکر موجود ہے تو اس کا جواب کئی انداز سے دیا گیا ہے:

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی مذکورہ روایت میں گیارہ کا ذکر اغلبیت کی بنیاد پر ہے۔ ورنہ بعض اوقات بصورتِ نادر آپ سے تیرہ اور پندرہ کا بھی ذکر ہے۔ (۱۶)

۲۔ نمازِ عشاء کے بعد دو رکعت کو نمازِ تہجد میں شمار کرلیا گیا ہے۔ (۱۷)

۳۔ تہجد سے پہلے دو ہلکی پھلکی رکعت کو بھی شمار کیا گیا ہے۔ (۱۸)

۴۔ صبح کی دو رکعت کو شمار کیا ہے چنانچہ اس کی صراحت صحیح مسلم (۱۹) کی روایت میں حضرت عائشہؓ سے موجود ہے: فقالت کانت صلاته فی شهر رمضان وغیره ثلاث عشرة رکعة باللیل

۱۱۔ جیسا کہ اصحابِ سنن وغیرہ نے حضرت ابوذر سے صحیح سند سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

۱۲۔ جیسا کہ صحیحین وغیرہ میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔

۱۳۔ اسی وجہ سے حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں باجماعت قیام دوبارہ شروع کروادیا تھا۔ (بخاری وغیرہ)

۱۴۔ نووی ۲/۴۹۴

۱۵۔ بلکہ نووی نے شرح مسلم میں پندرہ رکعت کا بھی ذکر کیا ہے۔

۱۶۔ امام نووی، شرح مسلم اور اسے صاحبِ سبل السلام نے اختیار کیا ہے۔

۱۷۔ نووی   ۱۸۔ نووی

۱۹۔ مسلم: باب صلوٰۃ اللیل والوتر

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

منها رکعتا الفجر

''آپ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی رمضان اور غیر رمضان میں نماز تیرہ رکعت ہوتی تھی اور ان میں سے صبح کی دو رکعت بھی شامل تھیں''

نوٹ: حضرت عائشہؓ کی مذکورہ گیارہ رکعت والی روایت میں یہ بھی ارشاد ملتا ہے کہ آپ گیارہ سے زائد تو نہیں البتہ کم بھی پڑھتے تھے چنانچہ بعض روایات میں سات اور نو کا بھی ذکر ہے مگر بیس رکعت نماز تراویح کا ثبوت کسی مرفوع اور صحیح روایت میں نہیں بلکہ متعدد حنفی علماء اس امر کی تصدیق کر چکے ہیں۔ البتہ حضرت عمرؓ کی طرف منسوب کردہ وہ روایت جس میں بیس رکعت کا ذکر ہے، کئی وجہ سے قابل استدلال اور عمل نہیں مثلاً

۱۔ وہ روایت شاذ ہے یعنی اکثر ثقہ راویوں نے اس روایت کے ضعیف راوی کے اُلٹ بیان کیا ہے۔

۲۔ شاذ ہونے کے ساتھ ساتھ ضعیف بھی ہے۔

۳۔ اگر بالفرض اس کی صحت تسلیم بھی کرلی جائے تو بھی اس قابل نہیں کہ اسے رسول عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت صحیحہ ثابتہ کے مقابلہ میں لا کھڑا کر دیا جائے۔ بلکہ یہ حضورِ اقدس ﷺ کی توہین کے مترادف ہے۔

۴۔ حضرت عمرؓ کی طرف منسوب کردہ مذکورہ روایت کے برعکس آپ سے یہ روایت بھی [۲۰] موجود ہے کہ سائب بن یزید کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اُبی بن کعب اور تمیم داری کو گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم فرمایا۔

الغرض حضرت عائشہ صدیقہؓ کی مذکورہ ناقابل تردید وانکار روایت کی بنا پر بعض محقق حنفی علما یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ سنت تراویح صرف گیارہ رکعت ہیں اور اس سے زائد تعداد کا سنت ہونا ثابت نہیں۔ چنانچہ شیخ ابن ہمام جو حنفیہ میں بڑے پائے کے بزرگ اہل علم گزرے ہیں، شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں:

فحصل من هذا أن قيام رمضان سنة إحدى عشرة ركعة بالوتر في جماعة فعله عليه السلام [۲۱]

''اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ رمضان کا مسنون قیام وتر سمیت گیارہ رکعت ہے اور اسے آنحضرت ﷺ نے باجماعت بھی ادا فرمایا ہے''

قیام باجماعت کا حکم

قیام باجماعت اکیلے قیام کرنے سے افضل ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کا تمام لوگوں کو مقرر کردہ ائمہ،

۲۰۔ موطا مالک، قیام اللیل مروزی ۲۱۔ فتح القدیر

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

قراء کی اقتدا میں باجماعت قیام کا حکم دینا اس کی افضلیت [۲۲] کی واضح دلیل ہے۔

قیام کے آداب

قراءت: (الف) نبی ﷺ سے رمضان اور غیر رمضان میں قیام کی قراءت کے بارے میں کوئی ایسی مقررہ حد ثابت نہیں کہ جس سے کمی وبیشی نہ ہوسکتی ہو بلکہ آپ کبھی لمبا قیام فرماتے اور کبھی چھوٹا [۲۳]

(ب) اگر کوئی شخص امام ہو تو اسے نماز میں تخفیف کرنی چاہئے۔ اکیلا ہونے کی صورت میں حسبِ منشا قراءت لمبی کرسکتا ہے۔ (متفق علیہ از ابوہریرہ)

(ج) اگر مقتدی امام کی قراءت میں لمبی نماز کو پسند کریں تو جائز ہے۔

(د) کوئی شخص خواہ امام ہو یا مقتدی، اپنی نفلی نماز اتنی لمبی نہ کرے کہ صبح کی نماز فوت ہوجانے کا اندیشہ ہو یا پھر دن کی خیر وبرکات سے محرومی لازم آئے۔

البتہ کبھی کبھی پوری رات کا قیام بھی جائز ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی۔

۲۔ حسن و طول: قیام اللیل کو لمبا اور اچھے طریقہ سے ادا کرنا مستحب ہے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ آنحضرت ﷺ کے قیام کے حسن وطول کو بیان فرماتی ہیں۔ (متفق علیہ از عائشہؓ)

۳۔ وقت قیام: (ا) نمازِ عشا کے مابعد سے لے کر طلوعِ فجر تک قیام کا وقت ہے۔ (احمد وغیرہ از ابی بصرہ مرفوعاً بسند صحیح)

(ب) رات کے آخری حصہ میں قیام افضل ہے۔ (مسلم وغیرہ مرفوعاً)

(۳) صلوٰۃِ وتر

آپ گذشتہ صفحات میں یہ معلوم کرچکے ہیں کہ صلوٰۃِ وتر کا اطلاق کبھی پوری نمازِ تہجد پر جو کہ سات تا گیارہ یا تیرہ رکعت ہے اور کبھی ایک یا تین یا پانچ رکعت پر ہوتا ہے اور یہاں یہی مراد ہے۔

نماز وتر کا حکم اور رکعات کی تعداد

حضرت ابوایوبؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''وتر ہر مسلمان پر لازم ہے۔ پس جو شخص پانچ رکعت پڑھنا پسند کرے پانچ پڑھ لے، جو تین تو

۲۲۔ یہی مذہب امام ابوحنیفہ، احمد، جمہور شافعیہ اور بعض مالکیہ کا ہے۔ صرف امام مالک، ابویوسف اور بعض شافعیہ گھر میں فرداً فرداً پڑھنے کو افضل سمجھتے ہیں۔ (حواشی المصابیح فی صلوٰۃ التراویح للسیوطی)

۲۳۔ چنانچہ آپ سے کبھی تو ہر رکعت میں سورۃ مزمل کی مقدار برابر، کبھی پچاس آیات برابر، کبھی رات بھر میں سورۃ بقرہ، آلِ عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف اور توبہ اور کبھی ایک ہی رکعت میں بقرہ، نساء اور آلِ عمران کا آہستہ آہستہ پڑھنا صحیح احادیث میں ثابت ہے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تین اور جو ایک تو ایک پڑھ لے (ابوداؤد، نسائی[۲۴]، ابن ماجہ)

جمہور علماءِ امت کے نزدیک نمازِ وتر سنت مؤکدہ[۲۵] ہے۔

تین یا پانچ وتر پڑھنے کا طریقہ

تین یا پانچ وتر پڑھنے کے دو طریقے ہیں:

۱۔ ایک ہی تشہد اور سلام سے ادا کرنا۔

۲۔ ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا اور پھر آخری رکعت کو الگ پڑھنا اور یہ افضل ہے۔

مگر تین رکعت وتر اکٹھے ادا کرتے وقت یہ شرط ہے کہ دوسری رکعت پر تشہد نہ بیٹھے ورنہ نمازِ مغرب سے مشابہت لازم آئے گی اور یہ شرعاً ممنوع ہے۔[۲۶]

آدابِ وتر

قراءت (الف) اگر ایک یا پانچ رکعت وتر ادا کرنا ہو تو اس میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی مخصوص قراءت اور اس کی مقررہ حد ثابت نہیں، البتہ اگر تین رکعت ادا کرنے ہوں تو اس میں زیادہ تر آپ کی سنت مطہرہ یہ تھی کہ پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلیٰ، دوسری میں قل یأیها الكافرون اور تیسری میں قل هو الله أحد پڑھتے۔ (۱۔ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ از ابن عباس مرفوعاً بسند صحیح ......۲۔ احمد، ابوداود، نسائی[۲۷]، ابن ماجہ از ابی بن کعب مرفوعاً بسند صحیح)

(ب) اس کے علاوہ کبھی کبھی آپ ﷺ تیسری رکعت میں معوذتین[۲۸] بھی ملا لیتے۔ (ترمذی، ابوداود از عائشہ بواسطہ ابن جریج بسند ضعیف وبواسطہ عمرۃ بسند صالح)[۲۹]

اکثر علماء تیسری رکعت میں صرف قل هو الله أحد پڑھنے کے قائل ہیں کیونکہ ابن عباس اور ابی ابن کعب کی روایت میں جو کہ زیادہ صحیح ہے، معوذتین کا ذکر نہیں۔

۲۴۔ طحاوی اور حاکم نے بھی سند صحیح سے روایت کیا ہے۔

۲۵۔ چنانچہ ابن ماجہ میں حضرت علی سے روایت ہے: إن الوتر لیس بحتم ولا کصلاتکم الفریضة "وتر نہ واجب ہے اور نہ فرض نماز کی طرح ہے اور ابن منذر نے الوتر حق کے بعد لیس بواجب کے الفاظ بھی ذکر کئے ہیں۔

۲۶۔ بلکہ بعض صحیح روایات میں تین رکعت وتر پڑھنے سے مطلق روکا گیا ہے تاکہ نمازِ مغرب سے کسی اعتبار سے ہی مشابہت نہ ہو۔ جیسا کہ دارقطنی میں حضرت ابوہریرہ سے بسند صحیح مروی ہے لیکن چونکہ دوسری روایات میں خود آنحضرت ﷺ سے پڑھنا بھی ثابت ہے جیسا کہ صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، اس لئے دونوں میں یہ تطبیق ہوگی کہ تین رکعت وتر اکٹھے پڑھتے وقت دوسری رکعت پر تشہد نہ کرے تاکہ نمازِ مغرب اور وتر کی ہیئت ادا میں فرق پیدا ہو جائے۔

۲۷۔ نسائی کی مندرجہ روایت میں عبدالعزیز بن خالد مقبول ہے اور باقی سب راوی ثقہ ہیں۔ نیز نسائی کی روایت میں ولا یسلم إلا فی اٰخرھن کی زیادتی موجود ہے (نیل الاوطار)   ۲۸۔ سورۃ الفلق والناس

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

(ج) آپؐ سے ایک دفعہ تیسری رکعت میں سورۃ نساء کی سو آیات پڑھنا بھی ثابت ہے (نسائی، احمد بسند صحیح)

قنوت کا شرعی معنی

لفظ قنوت کو متعدد معانی کے لئے مستعمل ہے مگر یہاں نماز میں قیام کے کسی مخصوص مقام پر دعا کرنا مراد ہے۔ (فتح الباری)

قنوت کی دو اقسام

(۱) قنوتِ نازلہ: کسی مصیبت، جنگ یا حادثہ کے وقت دشمن کے خلاف یا مسلمان کے حق میں پنج وقتہ[۳۰] نماز یا کسی[۳۱] ایک نماز میں رکوع سے پہلے یا بعد دعا مانگنا ہے۔

نوٹ: حضرت انسؓ سے قنوتِ نازلہ کے مقام ومحل کے بارے میں تین طرح کی روایات ثابت ہیں: (۱) قبل الرکوع[۳۲] (۲) بعد الرکوع[۳۳] (۳) قبل الرکوع وبعد الرکوع[۳۴]

علماء محققین کے نزدیک گو رکوع سے قبل اور بعد ہر دو طرح[۳۵] جائز ہے۔ مگر بعد از رکوع اولیٰ اور اقویٰ ہے۔[۳۶]

قنوتِ نازلہ کا طریقہ

رکوع کے بعد اللهم ربنا لك الحمد[۳۷] پڑھ کر بآوازِ[۳۸] بلند دعاءِ قنوت پڑھے، دونوں

۲۹۔ امام ترمذی نے حضرت عائشہؓ کی حدیث جو بواسطہ ابن جریج ہے کو حسن غریب کہا ہے مگر اس میں دو وجہ سے کلام ہے:

۱۔ سند میں ابن جریج کا سماع حضرت عائشہؓ سے نہیں۔

۲۔ سند میں خصیف مُختلط ہے۔ مگر حضرت عائشہؓ کی دوسری روایت جس کی طرف امام ترمذی نے ارشاد فرمایا ہے اور جو ابن جریج کی بجائے عمرۃ سے مروی ہے اور جسے امام دارقطنی، طحاوی، حاکم اور ابن حبان نے روایت کیا ہے نیز ابن حجر نے تلخیص میں اس کی صحت کی طرف اشارہ کیا ہے اور عُقیل نے اسے صالح الاسناد کہا ہے، اس کی مؤید ہے۔ نیز ابن السکن اپنی صحیح میں عبدالعزیز بن سرحیس سے بسند غریب شاہد لائے ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی ونیل الاوطار)

۳۰۔ جیسا کہ ابوداود اور احمد میں ابن عباس سے بسند صحیح مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مہینہ پانچ نمازوں میں قنوت فرمائی۔ (زاد المعاد)

۳۱۔ حضرت ابوہریرہؓ سے صحیح روایت ہے کہ آپ نے نماز عشاء اور فجر میں پورا مہینہ قنوت فرمائی (زاد المعاد) ...... نیز صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے، اور صحیح مسلم میں براء سے فجر اور مغرب کا ذکر بھی ہے۔ (زاد المعاد، بخاری)

۳۲۔ بخاری، کتاب المغازی از انسؓ موقوفاً ۳۳۔ بخاری، کتاب المغازی از انس وابن عمرؓ مرفوعاً

۳۴۔ ابن ماجہ از انس موقوفاً بسند قوی (فتح الباری، کتاب الوتر)

۳۵۔ جواز کی وجہ، ابن ماجہ کی مشار الیہ روایت اور صحابہ کا اختلاف ہے۔

۳۶۔ مثلاً احمد اور ابن جزو غیرہ ۳۷۔ بخاری، احمد ۳۸۔ بخاری، احمد، مگر دعائے قنوت سراً بھی جائز ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہاتھوں کو دعا کے لئے اٹھالے [۳۹] اور مقتدی صرف [۴۰] آمین کہیں۔

دعا سے فراغت کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلا جائے۔ [۴۱]

نیز یاد رہے کہ آنحضرت ﷺ نے قنوتِ نازلہ پر دوام نہیں فرمایا۔ [۴۲]

دعاءِ قنوتِ نازلہ

اَللّٰهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِوَعْدِكَ وَخَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَاَلْقِ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ وَ اَلْقِ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ اِلٰهَ الْحَقِّ [۴۳] ''اے اللہ، کفار کو ہلاک فرما، جو تیرے راستے میں نکلنے سے روکتے ہیں، تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے وعدوں پر یقین نہیں رکھتے۔ اے اللہ ان کی جمعیت میں تفریق اور ان کے دلوں میں خوف ڈال دے، ان پر اپنا غصہ اور اپنا عذاب نازل فرما، یا اللہ، سچے معبود!''

دعاءِ مذکورہ کے بعد: (۱) درودہ شریف پڑھ لے

(۲) مسلمان کے لئے دعا خیر کرے

(۳) مؤمنوں کے لئے دعائے مغفرت کرے

(۴) اور درج ذیل دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ رَبَّنَا وَنَخَافُ عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ لَمَنْ عَادَيْتَ مُلْحِقٌ

''اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے لئے ہی نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری طرف دوڑتے اور جلدی کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں، بے شک تیرا عذاب تیرے دشمنوں کو ملنے والا ہے''

(۵) پھر تکبیر کہہ کر سجدہ میں چلا جائے۔ [۴۴]

نوٹ: قنوتِ نازلہ میں دونوں ہاتھوں کا دعا کے لئے اُٹھانا مشروع ہے جیسا کہ احمد اور اسحٰق کا مذہب ہے مگر ہاتھوں کا چہرے سے لگانا سنت نہیں۔

قنوتِ وتر اور اس کا محل

صرف نمازِ وتر میں رکوع سے قبل یا بعد دعا کرنا۔ وتروں میں دعاءِ قنوت رکوع سے پہلے یا پیچھے ہر دو

۳۹۔ احمد، طبرانی بسند صحیح ۴۰۔ ابوداود، حاکم نے اس کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ذہبیؒ نے اس کی موافقت کی ہے۔

۴۱۔ نسائی، احمد، ابویعلی نے بسند جید روایت کیا ہے، قیام رمضان از شیخ الالبانی

۴۲۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: زاد المعاد

۴۳۔ یہ وہ دعا ہے جسے حضرت عمرؓ کے مقرر کردہ ائمہ نصف رمضان تا آخر پڑھتے تھے۔ ۴۴۔ صحیح، ابن خزیمہ

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

طریق پر جائز[۴۵] ہے۔ مگر علماء کے مابین اختیار اور افضلیت میں اختلاف پایا جاتا ہے چنانچہ بعض علماء[۴۶] رکوع سے قبل قنوت کو مختار اور افضل جانتے ہیں اور بعض دیگر محققین[۴۷] رکوع کے بعد قنوت کی افضلیت کے قائل ہیں۔

قنوتِ وتر کی دعا

ترمذی اور ابوداود وغیرہ میں حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے چند کلمات

۴۵۔ ابن ماجہ میں حضرت انسؓ کا یہ قول مروی ہے: كنا نفعل قبل وبعد۔ حافظ ابن حجر نے اس کی سند کو قوی کہا ہے (فقہ السنہ)...... آنحضرت ﷺ سے مختلف روایات اور صحابہ کے اختلافِ عمل کی بنا پر یہ کہنا درست ہے کہ قنوتِ وتر رکوع سے قبل یا بعد میں ہر دو طریق پر پڑھی جاسکتی ہے۔ اختلاف صرف افضلیت میں ہے نہ کہ جواز میں لہٰذا جو احباب ایسے مسائل میں تشدد سے کام لیتے ہوئے دوسروں کی نماز کے بطلان وفساد کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں، تفقه في الحديث سے عاری ہوتے ہیں۔

۴۶۔ مثلاً حضرت عمرؓ، علیؓ، ابن مسعودؓ، سفیان ثوریؒ، ابوحنیفہ، اصحاب الرائے، ابن مبارکؒ، اسحقؒ، ابن حجرؒ کے علاوہ دورِ حاضر کے محدثِ شہیر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی بھی یہی رائے ہے اور ان حضرات کے دلائل دو طرح پر ہیں:

۱۔ احادیثِ مرفوعہ، جنہیں ابوداود اُبی ابن کعبؓ سے اور ابن ابی شیبہ ودار قطنی ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں۔

۲۔ حضرت انسؓ کے متعدد اقوال جو کہ بخاری ومسلم میں موجود ہیں۔

۴۷۔ جیسا کہ امام شافعی، احمد، اسحق، بیہقی، مروزی، عراقی، شوکانی، علامہ عبدالرحمن مبارکپوری صاحب تحفۃ الاحوذی اور مولانا شمس الحق صاحبِ عون المعبود ودیگر علماء کا خیال ہے نیز خلفاءِ اربعہ کا بھی اسی پر عمل ہے۔ انکے دلائل بھی دو طرح کے ہیں

(الف) احادیثِ مرفوعه صحيحه: (۱) محمد بن نصر مروزی حضرت انسؓ سے لائے ہیں، عراقی نے اس کی سند کو جید قرار دیا ہے۔ (۲) بخاری کتاب المغازی میں ابوہریرہؓ اور ابن عمرؓ سے لائے ہیں۔

(ب) اقوال انسؓ: جو کہ صحیح بخاری وغیرہ میں موجود ہیں۔ جو حضرات بعد از رکوع قنوت کے قائل ہیں، وہ دوسرے اصحاب کا ردّ یوں کرتے ہیں کہ فریق مخالف کی احادیثِ مرفوعہ سب کی سب ضعیف ہیں کیونکہ جو روایت ابن مسعود کی ہے اس کی سند میں ابان ابن ابی عیاش ضعیف ہے نیز عراقی نے اسے ضعیف کہا ہے۔ اسی طرح ابوداود میں جو اُبی بن کعب کی روایت ہے، ابوداود نے کئی وجوہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ باقی رہے حضرت انسؓ کے اقوال تو وہ آپس میں متعارض ہیں۔ (نیل الاوطار وغیرہ)...... الغرض بعد از رکوع کے مرجحات درج ذیل ہیں:

(i) احادیثِ صحیحہ مرفوعہ جو کہ بخاری، مروزی اور بیہقی وغیرہ لائے ہیں

(ii) خلفاءِ اربعہ کا عمل

(iii) بیہقی کا یہ کہنا: رواة القنوت بعد الرفع أكثر وأحفظ (تحفۃ الاحوذی)

"بعد از رکوع قنوت کے راوی قبل از رکوع قنوت کے مقابلہ میں تعداد اور ضبط میں بڑھ کر ہیں"

مگر علامہ ناصر الدین البانی نے صفة الصلوٰة کی تعلیقات کے ضمن میں ابن ابی شیبہ، ابوداود، نسائی (السنن الکبریٰ)، احمد، طبرانی، بیہقی اور ابن عسا[illegible]

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سکھائے جنہیں میں وتروں کی قنوت میں پڑھتا ہوں اور وہ یہ ہیں

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِىْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِىْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِىْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِىْ فِيْمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِىْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ، (۴۸) فَإِنَّكَ تَقْضِىْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ، إِنَّهُ (۴۹) لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ، وَلَا يَعِزُّ (۵۰) مَنْ عَادَيْتَ، تَبَارَكْتَ (۵۱) رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ، لَامَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِىِّ (۵۲)

قنوتِ وتر سے متعلق مختلف مسائل

۱۔ قنوتِ وتر واجب نہیں، یہی مذہب جمہور کا ہے۔ (۵۳)

۲۔ قنوت کبھی پڑھنا اور کبھی نہ پڑھنا سنت ہے۔ (۵۴)

۳۔ قنوتِ وتر کو رمضان کے نصف ثانی میں بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ (۵۵)

۴۔ قنوتِ وتر کے ساتھ قنوتِ نازلہ ملائی جاسکتی ہے۔

۵۔ قنوتِ وتر کی دعا کا بعض روایات میں صبح کی نماز میں بھی پڑھنا ثابت ہے۔

۶۔ قنوتِ وتر میں ہاتھ اُٹھانے کے بارہ میں اگرچہ کوئی صحیح روایت موجود نہیں البتہ حضرت عمر، ابن مسعودؓ، ابن عباس، ابوایوب، ابوخیثمہ، احمد (۵۶)، اسحٰق، ابن ابی شیبہ اور بیہقی کے نزدیک جائز ہے مگر ہاتھوں کا چہرے پر پھیرنا ثابت نہیں۔

۴۸۔ ترمذی کی روایت میں فاء ہے، ابوداود میں نہیں۔ ۴۹۔ ترمذی اور ابوداوٗد میں واوٗ بھی موجود ہے۔

۵۰۔ ابوداود، بیہقی اور طبرانی میں یہ زیادتی موجود ہے، حافظ ابن حجر نے تلخیص میں اس کی صحیح قرار دیا ہے۔

۵۱۔ ترمذی میں اس سے پہلے سبحانك بھی ہے۔

۵۲۔ یہ زیادتی نسائی میں ہے مگر ابن حجر، قسطلانی اور زرقانی وغیرہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ بعض اصحاب شافعی اور قسطلانی کے نزدیک درود کا پڑھنا افضل ہے۔ (مدارک الصیام للقسطلانی) ...... یہ زیادتی ابن خزیمہ اور ابن شیبہ میں بھی موجود ہے (صفة الصلوٰة)

۵۳۔ محقق حنفی ابن ہمام نے فتح القدیر میں اسے حق قرار دیا ہے۔

۵۴۔ کیونکہ آپ کے صحابہ میں سے صرف اُبی بن کعبؓ نے قنوت کو نقل کیا ہے، اگر آپ ہمیشہ پڑھتے تو دوسرے صحابہ بھی نقل کرتے۔ (صفة الصلوٰة) ...... لیکن اگر کوئی شخص اس پر دوام کرے یا ترک کرے تو قابل ملامت نہ ہوگا۔ (زادالمعاد)

۵۵۔ جیسا کہ ابوداود میں ابی ابن کعبؓ سے اور ترمذی میں حضرت علیؓ سے مروی ہے۔

۵۶۔ امام احمد سے جب قنوتِ وتر میں ہاتھ اٹھانے کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا: صبح کی نماز میں چونکہ آنحضرت ﷺ نے ہاتھ اٹھائے ہیں اس لئے اس پر قیاس کرکے اُٹھائے جاسکتے ہیں۔ نیز زادالمعاد میں حضرت ابوہریرہؓ سے بواسطہ عبداللہ بن سعید مقبری قنوتِ وتر میں ہاتھ اُٹھانے کی روایت موجود ہے۔ ابن قیم نے عبداللہ کو ضعیف قرار دیا ہے مگر حاکم نے یہی روایت جو کہ بواسطہ احمد بن عبداللہ مزنی لائے، صحیح قرار دیا ہے۔ (زادالمعاد)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نمازِ وتر کے آخر میں دعا

سلام پھیرنے سے پہلے یا بعد (۵۷) میں اس دعا کا پڑھنا بھی ثابت ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرَضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَآاُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ (ابوداود، احمد، نسائی بسند صحیح)

''اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں، تیری خوشی کی تیرے غصے سے اور تیرے بچاؤ کی تیرے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری تجھ سے، میں تیری تعریف نہیں کر سکتا جیسی تو نے خود اپنی تعریف کی ہے''

فراغتِ وتر کے بعد کے کلمات

تین بار......سبحان الملک القدوس کہے، آخری بار آوازِ بلند۔

۱۔ وتروں کے بعد دو رکعت کا پڑھنا بھی احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ دو رکعت خود پڑھیں۔ (مسلم، احمد، بیہقی از ام سلمہ، ابی امام وعائشہ)
نیز پڑھنے کا حکم فرمایا (ابن خزیمہ، دارمی بسند صحیح)

۲۔ پہلی رکعت میں سورۃ إذا زلزلت الأرض اور دوسری میں قل یا أیها الکٰفرون پڑھے۔ (احمد و بیہقی از ابوامامہ......دار قطنی از انسؓ......ابن خزیمہ از عائشہؓ وانسؓ)

ایک شبہ اور اس کا حل

اگر کوئی کہے کہ نمازِ وتر کے بعد دو رکعت کا پڑھنا آنحضرت ﷺ کے اس فرمان کے مخالف ہے: اجعلوا آخر صلوتکم باللیل وترا ''وتر رات کی نماز (نمازِ عشاء) کے آخر میں پڑھو'' تو اس کا جواب دو طرح پر دیا گیا ہے:

۱۔ یہ دو رکعت سنت کے قائم مقام ہیں اور وتر کا تکملہ ہیں جیسا کہ نماز مغرب کے بعد دو سنت بطورِ تکملہ پڑھی جاتی ہے۔(۵۸)

۲۔ دو رکعت کا پڑھنا آنحضرت ﷺ کے ساتھ خاص تھا اور آنحضرت کبھی پڑھتے اور کبھی نہیں۔(۵۹)

(۴) لیلۃ القدر

لیلۃ القدر کی فضیلت و برکت کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس سے طلبِ ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر کا قیام کرے اس کے سابقہ اور آئندہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں (متفق علیہ از ابوہریرہ مرفوعاً......احمد از عبادۃ بن صامت مرفوعاً)

۵۷۔ نسائی کی ایک روایت میں نماز کے بعد کی صراحت موجود ہے۔

۵۸۔ جیسا کہ ابن قیم کا خیال ہے۔ (زاد المعاد)

۵۹۔ یہ قول شوکانی کا ہے۔ (نیل الاوطار)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

لیلۃ القدر کا تعین

لیلۃ القدر (شبِ قدر) کے تعین کے بارے میں علماء سے متعدد اَقوال منقول ہیں۔ چنانچہ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں پینتالیس اَقوال ذکر کیے ہیں اور ان میں سے راجح ترین قول یہ ہے کہ لیلۃ القدر آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک ہے۔ (بخاری از عائشہ مرفوعا، مسلم از ابن عمر مرفوعاً)

مگر بعض اہل علم نے روایات کی کثرت کی بنا پر ستائیسویں رات کا تعین کیا ہے۔ (مسلم، ابوداود، ترمذی از ابی بن کعب مرفوعا، ...... ابوداود از معاویہ بن سفیان مرفوعا، ...... احمد از ابن عباس، ابن عمرو ابن کعب مرفوعاً)

لیلۃ القدر کی علامات

۱۔ رات کے وقت آسمان کا ابر آلود نہ ہونا، روشن اور صاف ہونا گویا کہ چاند کی چاندنی ہے۔

۲۔ فضا کا پرسکون ہونا۔

۳۔ موسم کا معتدل ہونا۔

۴۔ رات کے وقت فرشتوں کا زمین پر سنگریزوں سے بھی زیادہ کثرت سے ہونا۔

۵۔ صبح کے وقت سورج کا شعاعوں کے بغیر طلوع ہونا۔

۶۔ سورج کا طشت کی طرح ہونا۔

۷۔ شیطان کا طلوع کے وقت سورج سے دور ہونا۔

۸۔ رات کو ستارے کا نہ ٹوٹنا وغیرہ وغیرہ (احمد از عبادہ بسند صحیح، مجمع الزوائد...... احمد، ترمذی، مسلم، ابوداوٗد از ابی بن کعب)

لیلۃ القدر کی دعا

اَللّٰھُمَّ إِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ از عائشہ مرفوعا بسند صحیح)

''اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے، معافی کو پسند کرتا ہے، مجھے معاف فرما دے''

(۵) اعتکاف

لغوی اور شرعی معنیٰ: اعتکاف لغت میں بند رہنے کا نام ہے اور شرعاً مسجد میں مخصوص طریقہ سے بیٹھنے کا نام ہے...... اعتکاف سنت نبویؐ ہے، آپ رمضان اور غیر رمضان میں اعتکاف بیٹھتے۔ غیر رمضان کی نسبت رمضان میں اور پہلے دو عشرہ کی نسبت آخر عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا افضل ہے۔

اعتکاف کی فضیلت: اگر کوئی شخص صرف اللہ کی رضا جوئی کی خاطر ایک دن اعتکاف بیٹھ جائے اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان تین ایسی خندقیں بنا دیتے ہیں جن میں ہر ایک کا درمیانی فاصلہ مشرق و

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مغرب سے زیادہ ہوتا ہے۔ (طبرانی بسند حسن) (۶۷)

اعتکاف کی شرائط واَحکام

۱۔ اعتکاف کے لئے مسجد (۶۸) شرط ہے، بعض علماء نے جامع مسجد کی شرط لگائی ہے۔

۲۔ اعتکاف یا روزہ مشروع ہے (۶۹) شرط نہیں۔

۳۔ اعتکاف ایک دن یا رات بھی ہوسکتا ہے بلکہ اس سے کم بھی (بخاری از عمرؓ..... عبدالرزاق از یعلی بن امیہؓ) (فتح الباری)

محرماتِ اعتکاف

۱۔ جماع..... حسن بصری اور زہری نے اس پر کفارہ (۷۰) بھی مقرر کیا ہے۔

۲۔ عیادت نہ کرے۔

۳۔ عورت سے بوس وکنار اور معانقہ وغیرہ سے پرہیز (۷۱) کرے کیونکہ آنحضرت سے اعتکاف کے دوران یہ ثابت نہیں۔ (زاد المعاد)

۴۔ سوائے ضرورتِ (۷۲) انسانی کے مسجد سے باہر نہ نکلے۔

۵۔ جنازہ میں شرکت نہ کرے۔ (۷۳) (ابوداود از عائشہ موقوفاً)

۶۔ عورت خاوند کی اجازت کے بغیر اعتکاف نہ بیٹھے۔ (ابوداود از عائشہ)

مباحاتِ اعتکاف

۱۔ نہانا، خوشبو یا تیل وغیرہ لگانا (بخاری از عائشہؓ)

۶۷۔ یہ حدیث بیہقی میں بھی ہے۔ مناویؒ نے اسے ضعیف اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے۔ (ترغیب وترہیب)

۶۸۔ اس پر سب علما کا اتفاق ہے سوائے محمد بن عمر مالکی کے۔ عائشہؓ اور حذیفہؓ کا قول ہے: لااعتكاف إلا في مسجد جامع (أو مسجد جماعة) (ابوداود، مجمع الزوائد) اگر جمعہ سے کم اعتکاف کا ارادہ ہو تو ہر مسجد میں بیٹھ سکتا ہے (عون المعبود)

۶۹۔ بعض علما جیسے ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، مالکؒ، اوزاعیؒ، ابوحنیفہؒ، ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ کے نزدیک اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے اور ان کی قوی ترین دلیل حدیث عائشہؓ ہے: ولااعتكاف إلا بصوم (ابوداود) مگر حضرت علیؓ، ابن مسعود، حسن بصری، شافعی، احمد، ابن حجر، شوکانی وغیرہ کے نزدیک شرط نہیں اور یہی راجح ہے۔

۷۰۔ چنانچہ مجاہد سے دو دینار منقول ہیں۔

۷۱۔ اگر بایں سبب اِنزال ہوجائے تو بعض علماء کے نزدیک اعتکاف ختم ہوجاتا ہے۔

۷۲۔ ضرورتِ انسانی سے مراد پیشاب، پاخانہ ہیں، بعض نے خوراک کو بھی شامل کیا ہے۔ فصد، قے، حجامت (سنگی لگوانا) وغیرہ کو بھی حاجتِ انسانی میں شمار کیا گیا ہے۔ (فتح الباری رسبل السلام)

۷۳۔ حضرت علیؓ نخعی اور حسن بصری سے مروی ہے کہ "اگر معتکف جنازہ میں حاضر ہو یا عیادت کرے یا جمعہ کے لئے نکلے تو اس کا اعتکاف باطل ہوگا"

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

۲۔ سر کا مونڈنا، ناخن وغیرہ کاٹنا۔

۳۔ مسجد میں وضو کرنا۔ (بیہقی بسند جید)

۴۔ خیمہ لگانا (متفق علیہ از عائشہؓ و ابوسعید خدریؓ)

۵۔ بستر یا چارپائی بچھانا (ابن ماجہ، بیہقی از ابن عمر باسناد قریب من الحسن)

۶۔ عورت کا خاوند کی زیارت اور خاوند کا مسجد کے دروازے تک الوداع کرنا (متفق علیہ از حفصہؓ)

۷۔ عورت کا خاوند کے بالوں کی کنگھی کرنا۔ (بخاری از عائشہؓ)

۸۔ معتکف ضروری بات کرسکتا ہے۔ (بخاری از صفیہؓ)

۹۔ معتکف کے لئے مخصوص جگہ کا انتخاب جائز ہے بشرطیکہ نمازیوں کو دقت نہ ہو۔ (ابوداود از عائشہؓ)

۱۰۔ مستحاضہ عورت بھی اعتکاف بیٹھ سکتی ہے (متفق علیہ از عائشہؓ)

۱۱۔ عورت اکیلی یا خاوند کے ساتھ مل کر اعتکاف بیٹھنے کی مجاز ہے۔ (بخاری، ابوداود از عائشہؓ)

جائے اعتکاف میں داخلہ

رمضان کے آخری نو یا دس دن کیلئے اعتکاف بیٹھنا ہو تو اکیسویں تاریخ فجر کی نماز پڑھ کر اعتکاف گاہ میں داخل ہو جائے [۷۴] اور شوال کا چاند نظر آنے تک بحالتِ اعتکاف رہے (بخاری، مسلم، ابوداود)

شوال کے چھ روزے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص رمضان کے پورے روزے رکھ کر شوال کے چھ روزے بھی رکھ لے، وہ گویا سال بھر روزہ دار رہا (مسلم وغیرہ از ابوایوب انصاری) یہ روزے اکٹھے یا علیحدہ علیحدہ شروع شوال یا درمیان یا آخر میں بھی رکھے جاسکتے ہیں۔

(۶) صدقة الفطر

۱۔ صدقہ فطر ہر مسلمان خواہ مرد ہو یا عورت، بوڑھا ہو یا بچہ، آزاد ہو یا غلام ہر ایک سے واجب ہے۔

۲۔ صدقہ فطر کے لئے صاحبِ نصاب ہونا ضروری نہیں۔

۳۔ صدقہ فطر نمازِ عید پڑھنے سے پہلے غریبوں اور مسکینوں کو دینا چاہئے۔

۴۔ صدقہ فطر ہر خوردنی جنس سے ایک صاع فی نفر دینا چاہئے۔

۵۔ غلہ کی قیمت بھی دی جاسکتی ہے۔

۶۔ صدقہ فطر عید سے دو چار روز پہلے جمع کرنا چاہئے۔

۷۔ صاع کی مقدار پانچ رطل اور ایک رطل کا تہائی حصہ ہے جو کہ سوا دو سیر بنتا ہے ☆☆

۷۴۔ ائمہ اربعہ کے نزدیک بیسویں تاریخ غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں قیام کرے اور نماز فجر کے بعد معتکف میں جاگزیں ہو جائے مگر احادیث صحیحہ ان کے خلاف شہادت دے رہی ہیں۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ